خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 151

Track 1

Time 43:50

انسان کا غیب سے کیا تعلق ہے ؟

مراقبہ کیا ہے ؟

ذکر کی کیفیت ۔جنت میں شجرِ ممنوعہ کی حقیقت

...اعوذ باا للہ

...بسم اللہ

...تلاوت سورہ فاتحہ...الحمد للہ

آج کا یہ پروگرام سلسلہ عظیمیہ کے زیر نگرانی استقبال رمضان کا شروع ہواآپ سب حضرات تشریف لائے ۔رمضان کا استقبال کر نے کے لئے رمضان المبارک کے سلسلے میں آپ نے تقاریر سنی اس میں تین باتیں بتائی گئی ہیں ۔ایک تو یہ روزہ رکھنے سے آدمی کی صحت اچھی ہو جاتی ہے۔ روزہ تر کا پروگرام ہے اور تیسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ روزے کی جزا میں خود ہو ں ۔جب اللہ تعالیٰ کا اور مخلوق کا تذکرہ آتا ہے تو اس بات کا ہمیں یقین ہو جا تاہے کہ ا للہ تعالیٰ غیب ہے اور مخلوق غیب نہیں ہے ۔لیکن مخلوق کا اور خالق کا جو رشتہ ہے وہ اپنی جگہ اتنا اہم ہے کہ کوئی اس کا بات کوتسلیم کر ے یا نہ کرے ۔اس رشتے سے کو ئی بھی روح انکار نہیں کر سکتا وہ اللہ کے ساتھ اس کا رشتہ قائم ہے ہماری دنیا ظاہر دنیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نظام میں جہاں اللہ تعالیٰ کے معاملات اللہ تعالیٰ کی صفات اللہ تعالیٰ کی ذات انتظام امور آتے ہیں ۔اس کوہم غیب کہتے ہیں ۔تو انسان ایک برعکس غیب کے انسانی دنیا میں رہتا ہے اور دوسری طرف انسان کا جو تعلق ہے جو ڈور بندھی ہوئی ہے زندگی کی وہ غیب کے ساتھ بندھی ہو ئی ہے ۔انسان کا کوئی کام کوئی عمل کوئی فعل کوئی حرکت ایسی نہیں ہے جس کا یہ کہا جا ئے کہ اس کا تعلق غیب سے نہیں ہے ۔ اب دیکھئے یہ آپ انسان پیدا ہو تا ہے ۔پیدائش کے بارے میں ہر آدمی جانتا ہے سمجھتا ہے مجبور ہے کیوں کہ انسان کہیں سے آتا ہے انسان کہیں سے آتا ہے ۔اور اس بات کو کہا جا تا ہے کہ عالم ارواح سے آتا ہے ۔روح کسی عالم میں رہتی ہیں وہاں سے انسان اس دنیا میں آتا ہے اس کا پروسیس کیا ہے کیاا س کا طریقہ کار ہے وہ بھی اپنی جگہ اہمیت دیتا ہے لیکن انسان کہیسے آتا ہے

۔لیکن جب ہم انسان کی زندگی کا تجزیہ کر تے ہیں جو انسان پیدا ہو تا ہے ۔
اس کی گروتھ بھی ہو تی ہے وہ بڑا بھی ہو تا ہے ۔وہ بچہ بھی ہو تا ہے وہ
لڑکا بھی ہو تا ہے جوان بھی ہو تا ہے ۔بوڑھا بھی ہو تا ہے کیوں کہ اس بات
سے ایک انسان بھی انکار نہیں کر سکتا کیوں کہ ایک دن کا بچہ جب دو دن کا ہو
تا ہے تو اس کا پہلا ایک دن غیب میں چلا جا تا ہے ۔ایک دن کا بچہ آج پیدا ہوا آج
اتوار ہے پیر کے دن جب اس بچے کے بارے میں آپ سوال کریں گے تو کہ بھئی یہ
بچہ کتنے دن کا ہے یہی کہے گے نہ بھئی دو دن کا اتوار کو پیدا ہوا آج پیر ہے دو
دن کاہے ۔اچھا بھئی پہلا دن اس کا کہاں چلا گیا تو آپ کے پاس جناب کوئی
جواب نہیں کہ پہلا دن غائب ہو گیا ۔غیب میں چلاا گیا پھر وہ چاہے ایک سال کا
ہو تا ہے دس سال کا ہو تا ہے بارہ سال کا ہو تا ہے پھر وہ کوئی آدمی کوئی
دوست باپ سے سوال کر تا ہے جیسا آپ کے بچے کی ماشا اللہ عمر بارہ سال ہو
گئی ہے گیارہ سال کہاں گئے ۔آپ کے علاوہ اس کے پاس کو ئی جواب نہیں کہ
گیارہ سال غیب میں چلے گئے ۔چھپ گئے کہاں چھپ گئے ۔غیب میں چھپ گئے اور
وہ بچہ ماشااللہ اٹھارہ سال کا بیس سال کا کبرو جوان ہو گیا ۔دیکھنے کے قابل
ہو گیا طاقت ور ہو گیا اب پھر اس کے دوست استوار کر تے ہیں ۔میاں صاحب
ماشااللہ آپ کے بچے کی عمر بیس سال ہو گئی دیکھنے کے قابل ہو گیا آپ کے
برابر لگتا ہے انیس سال کدھر گئے ۔آپ کے پاس کو ئی جوا ب نہیں ہے انیس
سال غیب میں چلے گئے اب وہ بچہ بوڑھا ہو جا تا ہے اب بوڑھا ہو جا تا ہے تو
آپ اس سے پوچھتے ہیں بھئی آپ کا بچہ ماشاا للہ آپ جیسا بوڑھاہو گیا سفید
داڑھی ہو گئی ہے بس تھوڑا سا فرق ہے آپ زیادہ ضعیف لگتے ہیں وہ کم
ضعیف لگتا ہے اس کے ساٹھ سال کدھر گئے آپ کاکیا جوا ب ہو گا ...؟کیا جواب
ہو گا ...؟غیبـ میں ۔آپ دیکھئے بیٹے کی جگہ باپ کا انتقال ہو گیا مر گیا سب کو
پتا ہے اب وہی روز باپ بھی بیٹے سے پوچھتا ہے تمہارے ابا کہاں گئے ؟کیاکہے
گے ؟آپ جب پیدا ہو ئے کہاں سے آئے تھے ؟غیب سے۔اب جب مر گئے کہاں چلے
گئے ؟غیبـ میں ۔تو آدمی ابتداہ بھی غیب ہے اور انتہاء بھی غیب ہے ۔نہیں یہ
سوچنے کی بات ہے آپ جب پیدا ہو ئے کہاں سے آئے آپ جب مرے کہاں گئے اب
اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنیں قالو انااللہ وانا الہ رجعون...ہر چیز ہماری طرف سے
آرہی ہے اور ہر چیز ہماری طرف لوٹ رہی ہے ۔اللہ کیا ہے ؟زور سے بولو اللہ
کیا ہے ؟غیبـ ہے انسان کہاں سے آیا ؟غیب سے مر گیا کہاں گیا ؟غیبـ میں تو
انسان کا غیب سے رشتہ کتنا ہوا اور ظاہر رشتہ کتنا ہوا ؟ظاہر رشتہ ہی نہیں
ہو ا بھئی اگر ظاہر رشتہ ہو جا ئے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی
ابتدہ اور انسان کی انتہاء انسان کی زندگی غیب کے ساتھ بندھی ہو ئی ہے ۔دو
ریاں بندھی ہو ئی ہیں غیب کے ساتھ چلئے ایک تو یہ بات ہو گئی اب دوسری
بات آپ بتائیں آپ کو پیاس لگتی ہے ۔خیال کہاں سے آیا بھئی کسی کیو پتا نہیں
خیال کہاں سے آتا ہے ۔کہا ں سے آیا پانی آپ نے پی لیا ۔اب خیال کہاں گیا ۔اب
آپ کوبھوک لگی خیال آیا خیال کا نام ہی بھوک ہے نہ بھوک کا کیا مطلب ہے

خیال آتا ہے کھا نا کھا نے میں خیال آتا ہے کھانا کھا نے میں خیال نہ آئے تو بھوک
کاتذکرہ ہی نہیں کریںگے ۔خیال کہاںسے آیا غیب سے آیا اس لئے آپ کو پتا ہی
نہیں ہے خیال کہاں سے آیا ہے۔ سائنس نے اتنی ترقی کر لی لیکن آج تک یہ پتا
نہیں چلا کہ یعنی سو فل فارمیشن ہے وہاں سے انفارمیشن آتی ہے سو فل
فارمیشن کہاں ہے ؟یہ پتا نہیں کہاں ہے ؟لیکن پیغمبروں علیہم الصلوٰۃ والسلام
نے یہ بتا دی کہ سو فل انفارمیشن جو ہے وہ ہے ہی غیب غیب سے ہی انسان
سب کچھ آتا ہے تو آپ کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ اللہ تعالیٰ غیب ہے ۔انسان
غیب سے آتا ہے انسان کی زندگی کے دن جوش شبروش مائو سال سب غیب میں
واپس جا رہے ہیں ۔ بالآخر انسان مر جا تا ہے غیب میں چلا جا تا ہے ۔تو یہ تو
طے ہو گیا کہ انسان کا ایک رشتہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہوا ہے۔ اپنے ساتھ اب
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں رزق دیتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے
ہیں تم ہماری آنکھوں سے دیکھتے ہو ،اللہ تعالیٰ کہتے ہیں تم ہماری سمات سے
سنتے ہو ،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے تمہیں زندگی دی ہے ہم نے ہی تمہیں
موت دی ہے ۔اب دیکھئے آپ نے گندم آپ نے ڈالا زمین میں گندم کا بیج ڈالا اس
بیج میں سے دالیںنکلی گندم کی اس بیج میں سے گہیوں لگے ہیںبیج کدھر گیا ؟اگر
بیج غیب میں نہ جائے یعنی مٹی میں نہ ملے مٹی میں فنا نہ ہو مٹی میں اس
طرح فنا ہو جائے آپ کو نظر نہ آئے بیج مٹی میں ہے ۔یہ آم ہے امرود ہے جو بھی
چیزیں آپ دیکھئے تو آپ کے سامنے یہ بات آگئی انسان اس کا غیب سے ایک
مستقل رشتہ ہے ۔اللہ تعالیٰ غیب میں ہے اس غیب میں جانے کے لئے کیا کر نا
ہو گا جو غیب کا سربراہ ہے مالک ہے خود مختار ہے قادر مطلق اللہ اس سے ملا
قات ہو جائے ۔اس کو ہم دیکھ لیں ہوں تو ہمیں دیکھ ہی رہا ہے اس سے ہم
واقف ہو جائیں اس سے ہمارا رشتہ استوار ہو جائے ۔یہ جو راستہ ہے یہ جو
تعلیم ہے یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہمیں منتقل ہو ئی ہے ۔اوراللہ
تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرنوع انسانی کی اصلاح کے لئے نوع انسانی
کی فلاح کے لئے اور نوع انسانی کا جو اللہ کے ساتھ مخلوق کا خالق کا جو رشتہ
ہے اس کو استوار کر نے کے لئے پیغمبروں نے ہمیں ایک ہدایت کا راستہ بتا یا وہ
ہدایت زبانی بھی ہے وہ ہدایت کتابی بھی ہے ہوں ہدایت عملی بھی ہے ۔عملی
ہدایت رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ ہے ۔کتابی ہدایت قرآن ہے تو اب بھی
قرآن پاک میں اس بات کو پتا چلے گا کہ بھئی غیب کا رشتہ تو ہمارا اللہ سے ہے ہے
اس غیب کے رشتے کو ہم کس طرح حاصل کریںاس غیب کے رشتے کو کس طرح
استوار کریں تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا اور پیغمبروں نے
ہمیںشریعت کا ایک طریقہ کار بتایا کہ تو بھئی اللہ سے ملناہے تو اللہ کے رسول
ﷺ نے اور اللہ کے پیغمبروں نے جو عمل کیا ہے کر کے دیکھا یا ہے اس پر عمل کر
وہنماز فرض کی گئی نماز پڑھو ،روزے فرض کیا گیا روزے رکھو ،حج فرض کیا گیا
حج کرو ،زکوٰۃ وارد کی گئی زکوٰۃ دو ،اب جب اسکول میں داخل ہو ں گے
تواسکول کی جو پولیسی ہے اسکول کی جو قواعدو ضوابط ہیں اگر آپ اس کو

عمل نہیں کرے گے تو آپ اسکول میں کتنے دن رہیں گے وہ آپ کو نکال دیں گے
بھئی تم اسکول کے قابل نہیں تم ایک اچھے اسٹوڈنٹ نہیں ہو اسکول میں سے
نکل جا ئو ہاب کتنی بھی فیس دیں آپ فیس کی بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ
اسکول کے جو قواعد وضوابط ہیں ان پر عمل کرے گا کوئی بچہ تو اسکول میں
رہے گا ہاسی صورت سے جب اللہ تعالیٰ کے اصولوں پر اور قواعد وضوابط پر
عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے اسکول کے آپ ہونہارشاگرد ہو نگے ہاللہ تعالیٰ
کا علم حاصل ہو جا ئے گا اگر اللہ تعالیٰ کی معاملات کو نہیں سمجھا اور رسول
اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق آپ نے زندگی پرعمل نہیں کیا آپ نہیں شاگرد ہو
نگے آپ کچھ نہیں سیکھ سکتے تو اس میں ایک نماز ہے اب نماز میں اللہ تعالیٰ
نے کہا اقمو الصلات قائم کرو یعنی مجھ سے ایک رد اور تعلق قائم کرو ہاللہ
تعالیٰ فرماتے ہیروزے رکھو روزے کی جزا میں خود ہوں یہ آپ کو سب کو پتا ہے
ہجو بات میں بتا نا چا ہا رہا ہوں جس کے لئے میں نے اتنی بڑی تقریب قائم کی
ہے وہ یہ ہے کہ غیب کی دنیا میں سب جانتے ہیں ٹائم اسپیس نہیں ہو تا ہٹائم
اسپیس غیب کی دنیا میں نہیں ہو تااور ظاہری دنیا میںہو تا ہی ٹائم اسپیس
ہے ہاگر آپ یہاں سے مسجد کے دروازے تک جائیں گے تو جتنے آپ قدم چلیں گے
یہ آپ کی اسپیس ہو گئی اور جتنا وقت لگے گا وہ ٹائم ہو گیا اس کے بغیر آپ
ہل ہل ہی نہیں سکتے پانی بھی ایک ہے اس میں بھی ٹائم اسپیس لگے گا ہدفتر
جا ئیں گے اس میں بھی ٹائم اسپیس لگے گا ، پڑھنے جائیں گے اس میں بھی ٹائم
اسپیس زیر بحث آئے گا عمر دس سال بیس سال پچاس سال اس میں بھی ٹائم
اسپیس لگے گاہ لیکن اب ہم غیب کی دنیا میں جانے کے لئے مثلاً خواب دیکھتا ہے
آدمی اور خواب میں اس نے یہ دیکھا بڑی صیحح روح ہے اس نے یہ دیکھا کہ میں
سیدنا حضور علیہم الصلوٰ ۃ والسلام کے دربار اقدس میں نوازشریف کے سامنے
کھڑا ہوں اور ثواب ہی ثواب پا رہا ہوں ہاللہ تعالیٰ سب کو یہ سعادت نصیب
فرمائے لیکن بہت سارے لوگوں کوسعادت حاصل ہو ئیہاب آپ اگر یہاں سے
مدینے منورہ جا ئیں کتنی دیر لگے گی اگر آپ بیل گاڑی میں بیٹھ کر جائیں ہچھ
مہینے لگے گے پکے پکے خواب میں کتنے دیر لگے گے بھئی سمجھ گئے بھئی آپ
سمجھ نہیں رہے آپ کہہ لیں آپ سمجھ نہیں رہے آپ وقت کا تعین نہیں کر
سکتے ہاتنی بڑی اسپیس کراچی سے مدینے منورہ تک چھ مہینے کا ٹائم کہاں
گیا ہتو ا س کا مطلب یہ ہو ا ہر انسان کے اندر دو شعور کام کر رہے ہیں ہایک
شعور وہ ہے جو ٹائم اسپیس میںآ دمی کو چلاتا پھراتاہے ہ جیسے دنیا ہماری
ظاہر ہے اور ایک شعور وہ ہے جو انسان کو ٹائم اسپیس کے بغیر بھی چلا تا
پھراتا ہے ہاو ر اس کا نام خواب ہے ہکوئی بھی دنیا میں ایسا موجود نہیں ہے
نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو گا جو خواب اور بیداری کی زندگی میں سفر کر تا
ہوجو پیدا ہو گیا اس کو سونا بھی ہے خواب بھی دیکھنا ہے اور جو پیدا ہو گیا
اس کو بیدار بھی ہو نا ہے ہکوئی ایک انسان اس دنیا میں نہیں ہے جو نیند سے
پیدا ہو جائے کہ بھئی یہ بندہ پیدا ہوا یہ کبھی سو یا ہی نہیں ہاور کوئی انسان

ایسا نہیں وہ پیدا ہوا اور کبھی سو یا ہی نہیںبیدار ہی رہا ہوۓکیوں بھئی کو ئی
ہے انسان ایسا جو کبھی نہ سو یاہو یا نیند سے وہ آزاد ہو گیا ہوتو انسان کی جو
زندگی ہے وہ دو شعوروں میںتقسیم ہے ۔ایک شعور بیداری دوسرا شعور خواب
اور کو ئی ایسا موجود نہیں ہے دنیا میں جو سو تا نہ ہو سو نے کا مطلب ہے خوا
ب تو جب ہم خواب میں جا تے ہیں تو ٹائم اسپیس ہماری اندر ٹوٹ جاتی ہے۔
یعنی ہم غیب سے متعلق ہو جا تے ہیں ۔اور جب ہم سو کر اٹھتے ہیں بیدار ہو
تے ہیں تو ہم ٹائم اسپیس میں بند ہو جاتے ہیں ۔ذرا غور سے سنیں اچھا جب
آدمی جب سو تا ہے تو کیا کام کر تا ہے کھا تا ہے ، پانی پیتا ہے ،کسی کو گالی
دیتا ہے ،غصہ کر تا ہے ،نہیںشک کر تا ہے ،کسی کا حق مارتا ہے،دودھ میں
ملاوٹ کر تا ہے ےدہی میں چو ناگولتا ہے ۔ نہیں کر تا نہ اور جب بیدار ہو تا ہے
تو سب کچھ کر تا ہے ۔اللہ تعالیٰ اپنے حفظیمان میں رکھے ۔اب آپ ذارہ پھر غور
فرمائیں ۔اب میں نے روزہ رکھ لیا روزہ تو رکھ لیا اب روزے کے آداب ۔یسب سے
پہلے روزے کا ادب تو یہ ہے کہ کچھ کھا نا نہیں ہے ہر جائز چیز نا جائز کوئی
بھی آپ چھپ چاپ جا کر پانی پی لیں کوئی نہیں پو چھ رہا آپ کو لیکن آپ کے
ذہن میں ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے مجھے روزے کے پہلے آدب سے جو آپ کے اندر
تبدیلی ؤئی وہ یہ آئی کہ آپ کا یقین مکمل ہو گیا ہکہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے
تو منا تو نہیں کر آپ غسل خانہ میں جا ئیں اور گڑ گڑ کر پانی پی لیںاور کہے جی
میرا تو روزہ ہے لیکن نہیں پی پاتے شرم آتی ہے نہیں یا ر اللہ کے لئے روزہ رکھا
ہے اچھی سے اچھی غذا آپ کے پاس آجائے آپ نہیں کھائیں گے کیوں نہیں کھا ئیں
گے ؟اللہ سے بھئی معاہدہ کیا ہے فجر کی آزان کے بعد سے مغرب کی اذان تک
کھانانہیں ہے کچھ اور بھئی یہ میرا اور اللہ کا معاملاہے اس میں کو ئی دیکھے یا
نہ دیکھے اور اللہ مجھے دیکھ رہا ہے ۔تو پہلی بات یہ ہے کہ روزے کی جزا روزے
کی جزاتو جیسے ہی آپ نے روزہ رکھا آپ کے یقین میں یہ بات شامل ہو گئی
مجھے اللہ دیکھ رہا ہے اس سے بڑی قربت کیا ہو گی امجھے اللہ دیکھ رہا ہے ۔
اچھا اب سو تے وقت آپ کھانا نہیں کھا تے روزے میں بھی کھا نا نہیں کھاتے ،روزے
میں آپ غصہ نہیں کر تے سو تے وقت بھی غصہ نہیں کر تے ،سوتے میں آپ
ملاوٹ نہیں کر سکتے جاگتے ہو ئے آپ ملاوٹ کر سکتے ہیں ،تو جب آپ نے روزہ
رکھا تو آپ کی زندگی کے دو رخ ہیں ایک رخ بیداری کا ٹائم اسپیس کااور ایک رخ
خواب کا ٹائم اسپیس سے آزادی کا آپ کس رخ میں چلیں جا ئیں گے غور کریں آپ
کسی رخ میں چلے جائیں گے لا شعور میں چلے جا ئیںگے ۔روحانی علوم میں منتقل
ہو گئے ۔غیب کے کناروں پر آپ جا کر کھڑے ہو گئے روزے کی جزا میں خودہوں ۔
پہلی جزا آپکو یہ ملی مجھے اللہ دیکھ رہا ہے ۔یقین مستحکم ہو گیا ۔سب
جانتے ہیں اللہ دیکھ رہا ہے لیکن روزے میں اس کا یقین مستحکم ہو جا تا ہے ۔
کھا نا نہیں ہے گا لی نہیں دینی کسی کو روزہ خراب ہو جائے گا دوسری بات یہ
ہو ئی کہ آپ اس زون میں چلے گئے جو زون ...جو زون ...جو زون ...ٹائم اسپیس
سے آزاد ہے ۔اللہ ا سپیس سے آزاد ہے اللہ کے پاس ٹائم کی کو ئی پابندی نہیں

ہے اللہ تعالیٰ کو اسپیس کی پابندی نہیں ہے ۔اچھا اب جب آپ سونے کے عمل
میں چلے گئے تو ہوا کیا ذرا۔ آپ غور کریںکیا ہوا ٹائم اسپیس کا جو زون جس
زون میں آپ رہتے ہیں ۔آپ کی مجبوری ہے۔ آپ کو پتا ہی نہیںہے۔ میں ٹائم
اسپیس سے آزاد ہو ں ۔اس زون کو آپ نے اپنے ارادے سے بیداری میں منتقل کر
دیا ۔کھا نا نہیں کھا نا اللہ دیکھ رہا ہے اچھا اب غیب کی جب بات آتی ہے قرآن
پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے سب کو ان باتوں کا علم عطا فرمائے ۔معراج کا
واقعہ سبحان الذی ...من المسجد الحرام ...من المسجد الاقصیٰ ... جو رات ہی
رات اپنے بندوں کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی ہے آسمانوں کی سیر
یہ اور وہ بیلاد شریف میں جو بنیادی بات ہے سائنسی نقطہ نظر سے وہ یہ ہے
کہ جب رسول اللہ ﷺکو اللہ تعالیٰ نے بلایا اپنے پاس اپنی قربت کے لئے حضرت
جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا تو کیا ہوا ٹائم اسپیس ٹوٹ گیا ۔ٹائم اسپیس ختم
ہو گیا مسجد اقصیٰ میں نمازوں کی سیر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ہو آئے
اللہ تعالیٰ سے باتیں بھی کر لی فکان کعبہ قوثہ...میں نے اپنے بندے سے جو میرا
دل چاہا باتیں کی اور میرے بندے نے جو کچھ دیکھا جھوٹ نہیں دیکھا ...جو دیکھا
سچ دیکھا ...تشریف لائے بستر مبارک گرم تھاکنڈی ہل رہی تھی کدھر گیا ٹائم
اسپیس جیسے ہی ٹائم اسپیس کی نفی ہو ئی رسول اللہﷺ غیب کی دنیا میں
داخل ہو گئے۔اب آسمانوں کی سیر کی پہلے آسمان کی ،دوسرے آسمان کی،
تیسرے آسمان کی ،بیت المعمور کی ،جنت کی ،فرشتوں سے باتیں ہو ئی، پیغمبر
ان اکرام علیہم الصلوٰ ةوالسلام کی روحایت طیبہ سے بات ہو ئی یہ ظاہری دنیا
ہے غیب کی دنیا ہے ۔اچھا غیب کی دنیا میں ٹائم اسپیس نہیں ہو تا ۔ظاہری دنیا
کامطلب ہی یہ ہے ٹائم اسپیس ہے ۔تو جب بندے روزہ رکھتا ہے ۔تو وہ اپنے
ارادے سے اپنے اختیارات سے اپنے حالات اپنے اوپر طاری کر لیتا ہے ۔جو رات کے ہو
تے ہیں ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تیس
راتوں کا وعدہ کیا ...کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا
وعدہ کیا اور چالیس راتوں میں پو را کر دیا ۔تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
جو کتاب توریت نازل ہو ئی ۔جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی وہ توریت کہاں سے
آئی غیب سے آئی یا ٹائم اسپیس سے آئی ۔انا انزلنہ فی لیلتہ القدر ...کہ ہم نے
قرآن پاک کو نازل کیا لیلتہ القدر میں لیلتہ القدر ہزار مہینوںسے افضل اوربہتر
ہے ۔اور اس میں تنزل الملائکتہ والروح...فی ...لفجر...اس کوروح اور حضرت
جبرائیل علیہ السلام اور ملائکہ نازل ہو تے ہیں اور یہ پوری رات فجر تک ساری
حیاحتی متلالفجرتو حضرت جبرائیل علیہ السلام ملائکہ یہ سارے دن کا کوئی
پروگرام رکھ ہی نہیں سکتے غیب ہی ہیں سب کے سب تو جب انسان روزہ
رکھتا ہے ۔تو دراصل وہ رات کے حواس میں داخل ہو جا تا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے
فرمایا جب دو حواس میں زندگی بنائی ہے ایک حواس لیل ہے ایک حواس نہار ہے
۔نہار کا مطلب ہے وہ حواس جو آپ ٹائم اسپیس میں بند ہیں اور لیل کا مطلب
ہے وہ حواس جو ٹائم اسپیس سے آزاد ہیں۔تو جب بندے روزہ رکھتا ہے تو وہ

اپنے اختیار سے اپنی مر ضی سے اپنی خوشی سے رات کے حواس میں داخل ہو نے
کے لئے مسلسل ایک عمل کر تا ہے۔اور اللہ تعالیٰ جس عمل کو قبول فرما لیتے
ہیں اس کے اوپر غیب کا انتشار ہو تا ہے۔اور غیب کا انتشار فرشتوں کے ذریعے
بھی ہو سکتا ہے۔خود اللہ تعالیٰ کے ذریعے بھی ہوسکتا ہے۔اور انسان کی
کیفیات ایسی ہو جاتی ہیں جن کیفیات سے انسان اپنی روح سے واقف ہو جا تا
ہے۔سب سے پہلے انسان کو اپنی واقفیت ضروری ہے نہ اب ہم سب یہاں بیٹھے
ہو ئے ہیں سب مادی جسم بیٹھے ہو ئے ہیں۔عناصر کے جسم ہیں ان عناصر کے
جسم کو کون چلا رہا ہے۔جی ...؟روح چلا رہی ہیں نہ روح نکل جا ئے تو ہم
سب مردہ ہو گئے نہ بیٹھے ہو ئے۔اور بھوک لگی روٹی کھا نے سے پہلے آدمی مر
جائے ۔تو روٹی کس نے کھا ئی روح کیا ہے۔ تو روزہ ایک ایسا پروگرام ہے۔ جیسے بتا
یا جا تا ہے۔ روزہ ایک ایسا پروگرام ہے۔ انسان اپ نے ارادے اختیار سے غیب کی د
نیا میں داخل ہو نے کی جدو جہد کر تا ہے۔اور اس جدوجہد کی کامیابی کے
نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی کامیابی کے مطابق کے میں روزے کی جزا میں خو د ہوں
۔بندے کو اللہ تعالیٰ سے ایک نسبت ایک قربت عطا ہو جاتی ہے۔ یہی روزے کی
فضلیت ہے۔ اور ایسی پروگرام کے تحت ہمیں روزے رکھنا چاہئے۔ایک مہینے کا یہ
پروگرام ہے۔ حضور قلندر باباولیاء نے یہ فرمایا ہے۔ اگرروزے کے آداب کے ساتھ
روزے کے آداب کے ساتھ آپ بیس دن روزے رکھ لیں تو بیس دن کے اندر انسان کی
شعوری ساکت اتنی زیادہ ہو جاتی ہے۔کہ وہ غیب کی دنیا میں بہت ساری
چیزوںکو محسوس کر سکتا ہے۔یہی وجہ ہے۔ کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ
رمضان کے آخری عشرے میں طاق راتوں میں شب قدر تلاش کرو شب قدر کیا
ہے۔مارض لیلتہ القدر... آپ کیا سمجھے لیلتہ القدر کیا ہے۔لیلتہ القدر شب
قدر ایک ہی بات ہے۔ما ارض لیلتہ القدر ...یہ ایک رات تمہارے ایک مہینے سے
افضل ہے۔یعنی ایک مہینے میں جتنا آپ سفر کریں گے ٹائم اسپیس میںتیس دن
تیس راتیں اتنا ہی سفر اللہ تعالیٰ مہر بانی ہو جائے رسول ا للہﷺ کی نسبت
محبت ہمیں حاصل ہوجائے۔پروگرام میں ہم سچے ہوں مخلص ہوں تو تیس
ہزار راتوں کا سفر کر سکتے ہیں۔اور جب اتنی اسپیڈ ہو جائے گی اسپیس
ویسے ہی ختم ہو گا ٹائم بھی ختم ہو گا۔ میں جوسمجھتا ہو ں وہ یہ ہے۔ کہ
روزے کی جزا اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرما یا ہم جب روزے رکھتے ہیں تو ہم اس
بات کی کوشش کر تے ہیں کہ رات کے حواس میں ہم داخل ہو جا ئیں رات کے
حواس میں کھانا نہیں کھا تے پانی نہیں پیتے کچھ بھی نہیں کر تے بھئی تو روزے
رکھنے میں یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئے جو ہے۔ اگر ہم بھوکے ہیں تو
اللہ کے لئے ہیں اگرہم غصہ نہیں کرتے اس لئے نہیں کر تے اگر ہم غصہ کر یں
گے ہمارا روزہ خرا ب ہو جا ئے گا ۔ہم کسی کو گالی نہیں دیتے اس لئے نہیں
دیتے اگر ہم گا لی دیں گے تو روزے کے آداب کے خلاف ہے۔ روزے کا ہمیں فائدہ
نہیں پہنچے گا ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی آمد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم
سب کو بہترین صلاحیت کے ساتھ روزے کے آداب اور حکمیت رکھنے کی ہمیں تو

فیق عطا فرمائے لیکن کو ئی مشکل کام نہیں بیس روزے آپ رکھ لیں تو اس میں
آپ کی صحت بھی اچھی ہو جا ئے گی کم کھا نے سے صحت بھی اچھی ہو تی
ہے ۔ بیس دن میں آپ کی اتبی صلاحیت ہو جائے گی اگر آپ شب قدر کا
پروگرام کریں گے تو اللہ کی ذات سے یقین ہے امید ہے کہ کچھ نہ کچھ انوار و
تجلیات آپ کے اوپر ضرور نازل ہو نگی ۔اور آپ کاپو را سال کیا پو ری زندگی کا
یہ حاصل ہو گا ۔شب قدر کاجو پروگرام کتاب سے کیا وہ تقسیم کر یں گے یہا ں
شب قدر کے پروگرام کے جو کتابچے ہیوہ یہاں اس میں پو را پروگرام لکھا ہو ا
ہے جاتے ہو ئے سب لیکر جا ئے گا ہوہ گیٹ پر آپ کو مل جا ئیں گے ۔اللہ تعالیٰ
ہم سب کو رمضان المبارک کا استقبال کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔اور صیحح
معنوں میںوہ روزے رکھنے کی سعادت نصیب فرمائے آمین یا رب العالمین ۔مراقبہ
کے بارے میں میں تھوڑا ساعرض کردوں ۔مراقبہ کیا ہے ؟مراقبہ کا مطلب ہے

concentration

یعنی ذہنی یکسوئی کی پریکٹس ذہنی یکسوئی کی پریکٹس

concentration

سے مراد تمام طرف سے ذہن کو آزاد کر کے کسی ایک نقطے پر مرکوز کر دیا،
جائے ۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ذہنی انتشار ختم ہو جا ئے اِد ھر ُادھر کے جو
خیالات آرہے ہیں ا س سے دماغ خالی ہو جا ئے اور اصول کی بات بھی ہے اگر
آپکو ذہn

concentration

نہیں ہوگا تو آپ دنیا وی کا م کو ئی ٹھیک نہیں کرسکتے اب آپ مجھے یہ بتا ئیں
کہ ایک آدمی ہے ذہنی انتشار ہے اس کو بہت زیادہ اِد ھرکے خیال ُادھرکے خیال
اور وہ

accountant

ہے کیا وہ حساب صیحح کر لے گا؟ آپ کسی عزیز کودوست کووالد کو والدہ کو
خط لکھنا چا ہتے ہیں ،ذہنی انتشار ہے کیاآپ خط لکھ لیںگے ایک آدمی ذہنی
انتشار کا شکار ہے کیا وہ

slipping

نیند سو جا ئے گا ہاب یہ جو کہتے ہیں نہ ڈاکٹر صاحب

Slipping

وہ اس لئے دیتے ہیں ذہنی انتشار ختم ہو جائے ۔دماغ سن ہو جا ئے بڑے بڑے
خیالات آنے بند ہو جائے بند ۔ سو جائے گا تو اس کا مطلب ہے ذہنی انتشار میں
کوئی کام آپ صیحح نہیں کر سکتے یعنی

concentration

کے بغیر کو ئی کام نہیں ہو سکتا اب آپ جو اپنی روحانیت کے بارے میں معلو مات
حاصل کرتے ہیں علم حاصل کر نا اب آپ کو ذہنی انتشار ہے آپ کیا معلومات
حاصل کر یں گے جب دنیا میں آپ صیحح کام ذہنی انتشار نہیں کر سکتے تو ظاہر
ہے دین کا کام بھی صیحح نہیں ہو گا اب نماز پڑھتا ہے آدمی اِدھر کے خیال اُدھر
کے خیال کہا السلام و علیکم ،السلام و علیکم کبھی کبھی تو اتنی شرمندگی ہو
تی ہے مجھے تو بہت ہو تی ہے جب ذہنی انتشار میں نما ز پڑھتے ہیں نہ تو
سلام پھیر نے کا بعد یہ یاد نہیں آتا کون سی صورت پڑھی اتنی شرمندگی ہو تی
ہے کبھی کیا ہمیں یہ بھی یاد نہیں کو نسی صورت پہلے پڑھتی تھی کو نسی بعد
میںاس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں ذہنی انتشار ہو تا ہے یہ دنیا میں بھی ہو تا ہے
ذہنی انتشار ہوتا ہے آپ کوئی کام نہیں کرسکتے

concentration

کا مطلب ہے مراقبہ کر نا مراقبہ کا مطلب ہے ذہنی سکون حاصل کر نا ذہنی
یکسوئی حاصل کر نا تو جب ہم اپنی روحانی صلاحیتوں کی طرف متواجہ ہوتے
ہیں ۔تو سب سے پہلے ہمیں کو شش یہ کر نی ہو تی ہے کہ روحانی صلاحیتوں
کے علاوہ کو ئی دوسرا خیال ہمارے ذہن میں نہ آئے ۔اس کا نام ہے مراقبہ
دوسرا مطلب مراقبہ کا یہ ہے اپنے انر جھانکنااب آپ کی زندگی کے بارے میں
سوال کروں آپ کی زندگی باہر ہے اندر ہے ؟ جی آپ نے دیکھا یہ عجیب بات
نہیں ہے آپ کی زندگی اندر ہے یا باہر ہے آپ نے دیکھا ہی نہیں آپ کی جیب
میں پچاس روپے پڑے ہو ئے ہیں پھر بھی آپ بھیک مانگ رہے ہیں پیسے دے دو میں
روٹی کھا ئوں گا اس کو کیا جہالت کہیں گے ۔بد نصینی ہے گے کیا کہیں گے اس
کوآپ وہ آپ سے بھیک کیوں مانگ رہے ہیں آپ نے تو دیکھا ہی نہیتو آپ کے اندر
آپ کی روح ہے وہ ہی سب کچھ ہے میں نے کہا نہ روح کے بغیر تو آپ روٹی بھی
نہیں کھا سکتے ۔تو اندر جھانکنااپنی اصل سے واقف ہو نا اپنی زندگی سے واقف
ہو نا یہ اس زندگی کا نام مراقبہ ہے مراقبہ کر نے سے جو آپ کوذہنی یکسو ئی
حاصل ہو جا تی ہے تو آپ کے دنیاوی کام بھی اچھے ہو نگے دینی کام بھی اچھے
ہو نگے ۔آپ کی صحت بھی اچھی ہوگی آپ دیکھئے جتنے بھی نفسیاتی مریض
ہیں کیا ہو تا ہے انہیں ذہنی ٹینشن ہی تو ہو تا ہے۔ویسے تو کھاتے ہیں سب کو
صیحح ہے ذہنی ٹینشن ہو تا ہے بالکل کسی کام کے نہیں ہو تے اور جب ہمیں
سکون مل جا تا ہے نیند میں چلے جاتے ہیں انتشار بھی ہو تا ہے تو جب ہم
مراقبہ کر تے ہیتو دراصل ہم نیند کی کیفیت اپنے اوپر طاری کر لیتے ہیں۔نیند
میں کیا ہو تا ہے سب سے پہلے آنکھیں بند ہو تی ہیں آنکھیں اگر کھلی رہے تو

نیند نہیں آتی اندھیرے ہو تا ہے ہم اندھیرے بھی کر لیتے ہیں ۔اگر جسم میں
تشاند ہو نیند نہیں آتی آتی ہے جب تک آدمی ریلکس نہیں ہو گانیند نہیں آئے گی
۔تو مراقبہ کا مطلب ہے کہ ایسی نشست سے آپ بیٹھیں جس میں آ پ یکسو
ہوں دماغ آپ کا دنیا وی خیالات سے آزاد ہو جائے یہ جلدی نہیں ہو تا پریکٹس
سے ہو تا ہے لیکن ہو جاتا ہے ۔آنکھیں بند کر کے جس طرح آپ سو تے ہیں۔
آنکھیں بند کر کے اس طرح آنکھیں بند کر لیں آپ بتی بھوجا دیں آنکھوں پر پٹی
باندھ لیں یا تو مراقبہ

Means

رات کا پورا عمل آپ نے بنا یا جگہ کھولی ہو ئی ہواچھی خوشبو لگی ہو ئی
ہوں شورو غل نہ ہو ۔اب شورو غل میں بھی نیند نہیں آتی تو مراقبہ ایک
پریکٹس ہے اس بات کا کہ آپ خواب کی دنیا میں جا رہے ہیں ۔اور جب اس
پریکٹس میں آپ کو کامیابی ہو جا تی ہے ۔تو جس طرح آپ خواب دیکھتے ہیں
ٹائم اسپیس آپ سے ٹوٹ جا تی ہے اسی طرح پھر ایک مراقبہ کی کیفیت ہو تی
ہے ۔آپ جاگ بھی رہے ہیں اور نیند کی طرح آسمان میں آپ جاگ بھی رہے ہیں
بیٹھے ہو ئے بھی ہیں کوئی آواز آپ کو نہیں آئے گی ۔کان بھی کھولے ہو ئے ہیں
ایسی کو ئی آواز سے آپ بالکل الگ ہو جاتے ہیں ۔اوور آپ نیند کی طرح جس
طرح خواب دیکھتے ہیں اور خواب میں رسول اللہﷺ کی زیارت سے مشرف ہو تے
ہیں اور اللہ تعالیٰ تمام مسلمان کو رسول اللہﷺ کی زیارت سے مشرف
فرمائے ۔اور جو آدمی بیٹھا ہو اہے وہ خواب میں ہو سکتا ہے کہ رسول اللہﷺ
کی نظر عنایت ہو جا ئے اور بیداری میں ہی نواب شریف کے سامنے الصلوٰۃ
والسلام علیک یا رسول ا للہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ ، الصلوٰۃ
والسلام علیک یا محمد رسول ا للہ ،تو مراقبہ پریکٹس ہے اس بات کی کہ ۆدمی
کے اندر سے ٹائم اسپیس کی جو گرفت ہے وہ ٹوٹ جا تی ہے ۔اختتام

خطبا ت

خواجَ شمس ُا لدّین عظیمی

Acd vol 151

Track 2

Time 21:48

مراقبہ کیا ہے ؟

ذکر کیفیت ،جنت میں شجر ممنوعہ کی حقیقت

اعوذ با اللہ...

بسم اللہ ...

آپ تمام حضرات و خواتین طلبہ اور طالبات اس بات سے آگاہ اور واقف ہیں ہ
اللہ تعالیٰ نے جب یہ کائنات بنا ئی اس کاانتظام انسان اور جنات سے لیکر آدم
سے ثبوت کیاتو سب سے پہلے آدم کواللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا علم سیکھا یاہ
یہ بھی آپ کے علم میں ہے فرشتوں نے جب آدم کی تخلیق پر غور کیا تو یعنی آدم
کو جن عنا صر سے اللہ تعالیٰ نے بنا یا آگ ،پانی، مٹی ہوا یا دو سری عنا صرجو
تقریباً اب ساٹھ سے زیادہ دریافت ہو چکے ہیں ہان عنا صر کی جو کارگردگی یا
صلاحیت تھی ہاس کو دیکھ کر فرشتوں نے کہا کہ آدم زمین میں خون خرابہ اور
فساد بر پاکر دے گا ہاللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی یہ بات سن کر کو ئی جواب نہیں
دیا ہبلکہ آدم علیہ السلام کو اپنا علم سیکھا یا وعلما آدم الاسماء کلھا ...اور علم
سیکھا نے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے جو تمہیں یہ علم سیکھا یا ہے یہ تم
فرشتوں کے سامنے بیان کرو ہآدم علیہ السلام نے اللہ کے سیکھا ئے ہو ئے علم
کوفرشتوں کے سامنے بیان کیا ہیہ علم سن کر فرشتو ں نے کہا کہ یہ جو کچھ
آدم نے علم بیان کیا ہےہ ہم اس سے واقف نہیں تھے اور آدم کی حاکمیت کو
تسلیم کرتے ہیں اور ہمیں تو وتنا ہی علم آتا ہے جتنا آپ نے ہمیسیکھادیا ہے
قالو لاعلم لنا الا ما علمتنا ...انک انت العلیم الحکیم ...یہ ہمیں آپ نے جتنا علم
سیکھا دیا ہے اس سے زیادہ ہم نہیں جا نتے یعنی آدم علیہ ا لسلام کی جو
فضلیت ہے وہ علم کی بنیاد پر قائم ہو ئی ہیہ بھی آپ کے علم میں ہے کہ اللہ
کی مخلوق میں سے ایک مخلوق جنات بھی ہیں ہاس جنات میں سے ایک جن نے
فرد نے انکار کیا آدم کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں
معطوب قرار پا یا یہ ساری حاکمیت کا معاملا جو طے ہو گیا یہ فرشتوں کی
سجدے سے مراد آدم کی حاکمیت کوقبول کر نا ہ سجدۓ سے مراد یہ نہیں مانی
جاتی کہ فرشتوں نے ناعوذ با اللہ آدم کو اللہ مان لیا تھا ہسجدے کا ایک ترجمہ یہ
بھی ہے کہ حاکمیت دینا آدم کو جب حاکمیت مل گئی تو آدم اور حوا دونوں کو
اللہ تعالیٰ نے جنت میں بھیجنے کا حکم دیا ہاوور جنت میں رہنے کی شرط اللہ
تعالیٰ نے یہ رکھی اے آدم تو اور تیری بیوی دونوں جنت میں رہو اور جنت میرہنے
کی شرط یہ ہے کہ خوش ہو کررہو فکلو منھا رغداً حیث شئتما...جنت میں سے
خوش ہو کر حیث شئتما...جہاں سے دل چاہےہ جنت کا جو رقبہ ہے کروڑوں
میل کا جو رقبہ ہے اس پو ری کی پو ری تمہیں دے دی گئی اورتمہا را جہاں سے
دل چاہئے کھا ئوں جہاں دل چاہے رہو جہاں دل چاہے گھوموں پھیروں لیکن
شرط یہ ہے کہ خوش ہو کر کھا نا پینا ہے ہخوش ہوکر کھا نا پینا ہے ساتھ ہی
اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ...لا با تقربا ھذہ الشجرة ...ایک یہ درخت ہے ھذہ
الشجرة... کا مطلب یہ ہے اس درخت کو دیکھا دیا گیا ھذہ الشجرة ...یہ درخت
بتا دیا گیا جنت میں ایک درخت ہے اس درخت کے قریب نہیجا نا ھذہ الشجر ة ...

یہ درخت اس ... لاتقربا ...اس درخت کے قریب نہیں جا نا اور اگر تم اس درخت
کے قریب چلے گئے یعنی کسی بھی طرح ہماری حکم حضوری ہو گئی ہ چاہے وہ
دانستہ ہو،چاہے وہ بہکائے میں ہو ،چاہے وہ کسی بھی وجہ سے ہو تو پھر تمہارا
شمار ظالمین میں ہو جا ئے گا ۔یعنی ظالمین سے مراد یہ ہے پھر تم جنت میں
رہنے کے قابل نہیں رہو گے ۔یہ ہےوشیطان نے ا آدم علیہ السلام کو برگلا یا ،بہکا
یا، وسوسے میں ڈال دیا اور سب سے جو حضور قلندر بابااو لیائ فرما تے ہیں
اس نے جو فساد بر پاکیا شیطان نے یہ کیا اس نے یہ انہیں سمجھا نے کی کوشش
کی اللہ تعالیٰ نے اس درخت کے قریب جانے سے اس لئے منا کیا ہے اگر تم اس
درخت کے قریب چلے گئے یعنی اس درخت کی حقیقت کا تمہیں ادراک ہو گیا اور
تم یہ بات جان گئے یہ درخت کیا ہے تواگر تم اس راض سے واقف ہو جائے گے تو
پھر تمہیں اللہ تعالیٰ جنت میں سے نہیں نکا لیں گے۔ بشرط یہ ہے کہ جنت میں
وہی لوگ رہے گے جو اس درخت کی حقیقت سے آگا ہ ہو نگے ہواقف ہو نگے
یعنی درخت سے کیا اس درخت اسی چیز کے کیونقریب نہ جا ئو نتیجہ یہ نکلا کہ
آدم علیہ السلام سے بھول ہو گئی اور اس درخت کے قریب چلے گئے ہاس کا
مطلب یہ ہے اس درخت کی حقیقت تھی ا س سے وہ آگاہ ہو گئے ہاس درخت
کی حقیقت کے بارے میں بہت ساری باتیں آپ نے سنی ہو نگیں کو ئی کہتا ہے
جی وہ درخت گیہوں کو دانہ تھا ہکوئی کہتا ہے گہیونکا دانہ تھا وہ کھا لیا کو
ئی کہتا ہے جی درخت انگور کاتھا انگور تھوڑ کر کھا لے اس کا نشہ ہو گیا نشہ
میں وہ ایک نورانی کیفیات تھے ہ وہ دور ہو گئے بہت ساری بہت سارے لوگ
باتیں کر تے ہیں۔ حضور قلندر بابااولیاء فرماتے ہیں و ہ درخت ابھی بھی جنت
میںہے۔ جن لوگوں کو رسول اللہﷺ کی نسبت سے اور اپنے مرشد کریم کی محبت
سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنت میں جا نے کا موقعہ مل جا تاہے۔ جب ہی
وہ دیکھتے ہیں یہ درخت موجود نہ ہو ۔لیکن اس درخت کی موجود گی میں اس
درخت کی گہرائی میں مت جا ئو ذہن استعمال مت کرو اور درخت کی صورت
یہ بتا ئی جا تی ہے وہ درخت ہر وقت رنگ بدلتا رہتا ہے ۔جیسے گرگیٹ نہیں ہو
تا کبھی نیلاہو گا پیلا ہو گا تو وہ درخت رنگ بدلتا ہے ابھی آپ دیکھ رہے ہیں
جناب اس کے پتے بلب کی طرح جلتے ہیں یوں سمجھیں شیشے کے پتے بنا لیں اس
کے اندر ٹوپ لا ئٹ چاہے وہ پتے جیسے راگے ہو تی ہیں کہیں اس میں جب وہ
چلے گا وہ سفید نظر آئے گا تھوڑی دیر میں جلا ئو وہ درخت پو را نیلا نظر آئے
گا ۔بچے نے یہ سمجھتے رہتے ہیں یہ سمجھنا بہت آسان ہو گیا اس زمانے میں
درخت جو ہے جلتا بھجتا رہتا ہے ۔اس میں رنگ جو ہیں وہ تبدیل ہو تے رہتے
ہیں ۔جو آدمی وہاں کھڑا ہو جا تا ہے وہ دیکھتا ہے نیلا رنگ ہے ہوہ فوراًدیکھتے
دیکھتے سرخ ہو جا تا ہے ہوہ کہے گا نہیں یہ تو سرخ ہو گا وہ دیکھتے دیکھتے
سرخ رنگ تھا جناب وہ پرپل ہو گیا انہوںنے کہا یہ توپرپل ہے ہاتنے اس میں رنگ
ہیں تو وہ انسان جو ہے وہ شک میں پڑھ جا تا ہے کہ نہیں یہ تو رنگ ہے یوں
ہے اس شخص کی بنیاد پرجنت میں رہنے والا جو یقین ہے اس میں دراریں پڑ جا

تی ہیں۔ بس یہ یہی سے ناخوشی شروع ہو جا تی ہے۔ کہ آدمی پھر ساتھ ہی
ایسا ہوا ہو گا تو آدم علیہ السلام کے ذہن میں یہ با ت آئی کہ یہ میں کن چکر
میں پڑ گیا کہ ابھی سرخ ہے۔ ،ابھی نیلا ہے۔ ،پیلا ہے۔، اور یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم
کے خلاف فرضی کر لی تو ایک طرف تو یہ شک آیا بیج میں دوسری طرف یہ
ذہن میں یہ بات آ ئی کہ اللہ تعالیٰ کے خلاف فرضی ہوگئی ہےتو ناخوشی ظاہر
ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب بندے اللہ تعالیٰ نے اپنا علم سیکھا یا پھر فرشتوں سے
سجدہ کرو ایاپھر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اس بنیاد پر معطوب اس کو قرار دے
دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی قربت علم الاسماء کی پھر اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا انعام اماں
حوا نے عطا کی اور پھر بڑا انعام یہ ہے۔ کہ پوری جنت انہیں دے دی ہےاب انہوں نے
کہا یہ میں نے کیا کیا اب یہاں سے ناخوشی کا خیال ان کے دماغ میں آیا اور جیسے
ہی ناخوشی کا خیال ان کے ذہن میں آیا جنت نے کہا آپ یہاں نہیں رہ سکتے
جنت میں صرف وہ لو گ رہ سکتے ہیجن میں شک نہ ہو جن کے اندر نا خوشی
نہ ہو وہ جنت سے باہر آگئے تو یہ سارے واقعے میں آپ غور کریں تو ایک ہی
بات آپ کی سمجھ میںآئے گی میں نے تو بہت غور کیا دو سری بات میری سمجھ
میں نہیں آتی کہ خوش رہنے والے بندے کے جنت میں رہتے ہیں اور نا خوش رہنے
والے بندوں کو جنت سے نکال دیا جا تا ہے۔ ہےتو اب قانون یہ بنا کو ئی بھی نا خوش
آدمی کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا ہےکتنی نمازیں پڑھ لیں کتنے روزے
رکھ لیں کوئی عبادت کر لیں کوئی کوئیں بنا لیںکچھ کر لیں اگر ناخوش ہیں آپ
جنت آپ کو قبول نہیں کرے گی ۔ اب اس پر اطراز ہو سکتا ہے۔ بھئی اتنی بڑی
بات کہہ دی نماز پڑھنے والا جنت میں نہیں جا ئے گا روزے رکھنے والا جنت میں
نہیں جا ئے گا ۔ نہیں اسی کو ئی بات نہیں ہے۔ اس کو آ پ سو چیں دیکھئے نماز
نماز کا منشاہ یہ ہے۔ کہ نماز میں بندے کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ اور تعلق قائم ہو
جا ئے گا ۔ اس کے علاوہ نماز کا کو ئی منشاہ نہیں ہے۔ اگر بندے کا اللہ تعالیٰ سے
نماز میںقائم نہیں ہوا تو وہ نماز نہیں ہے۔ قرآن کے حساب سے فوللمسلین الذین
...بس ان نمازیوں کے لئے حلا قت ہے۔ جو نمازی اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں ۔
نماز تو وہ پڑھ رہے ہیں لیکن وہ کیاکر رہے ہیں ۔ یعنی ان کو یکسو ئی نہیں
ہے۔ نماز میں اللہ تعالیٰ سے رد اور تعلق نہیں ہے۔ تو وہ نمازمیں حلاق کر دے گی
الٹا اس کا مطلب ہے۔ نماز کا مطلب ہی یہ ہے۔ بندے خوش ہو جا تا ہے۔ اب روزے
روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو بندے روزےن رکھتا ہے۔ روزے دار کی
جزامیںخود ہوںجو بندہ روزے رکھ لیتا ہے۔ روزے کے آداب کے ساتھ اس کو اللہ مل
جا تا ہے۔ اس سے بڑی کیا خوشی ہو تی ہے۔ جب عبادات کا تجریہ کر یں گے تو
ان عبادات میں ایک بات مشترک ہے۔ ہر عبادات میں بندے سے اللہ کا تعلق قائم
ہو تا ہے۔ ہےاور اس تعلق کی بنیاد پر بندے کے اندر ناخوشی نہیں رہتی ہےخوش ہی
خوش رہتا ہے۔ ہےعبادت کا مفہوم یہ ہے۔ تو اب قانون یہ بنا ناخوش آدمی ناخوش
آدمی بو لوبھئی ...ناخوش آدمی جنت میں ...جنت میں نہیں رہ سکتا ہےرہے گا
تو جب یہ جان جائے گا پہلے ناخوش آدمی پھر آپ بتائیں ناخوش آدمی ...جنت میں

نہیں جا ئے گا ۔اچھا اب جب نا خوش آدمی جنت میں نہیں جا ئے گا ۔تو ہمارے
اوپر یہ لازم ہو گیا کہ ہم یہ سوچیں کیا ہم اس دنیا میں خوش ہیں کیوں جی
... تو ہم لوگ خوش ہے خوش ہیں جی خوش ہیں سوچ کر بتائوں یار اس دنیا
میں ہم خوش ہیں بے سکونی پریشانی مستقبل کے خوف ڈر کیا ہم خوش ہیں؟
نہیں۔ جنت میں جا ئیں گے ؟نہیں پھر کیا فائدہ اس دنیا میں آنے کا ہوا بھئی ...تو
اب جب آپ کو یہ قانون پتا چل گیا تو ناخوش آدمی جنت میں نہیں جا ئے گا ۔تو
اب جنت میں جا نے کے لئے ضروری ہو گیا کہ ہم خوشی کو تلا ش کریں یہ
خوشیاں کہاں ہے اور ہم اس بات کو بھی سامنے رکھیں ۔اگر ہم ناخوش ہیں کیا
واقعی ہمیں نا خوش ہو نا چاہئے یا ہم خاماں خا تھک ہی رہے ہیں ۔ایسی بے
کار ہی اب جتنی بھی آپ کی مذہبی باغات ہیں رسومات ہیں ۔ان کے پیچھے
کہیں بھی آپ کو ناخوشی نہیں ملے گی ۔خوشی خوشی اب دیکھئے کو ئی آدمی
ذکر کرتا ہے اللہ هو کا اب اس میں نا خوشی کیا ہے۔ کنواں بنا تا ہے کنواں بنا
دیا اس کو لوگوں کو پتا نہیں اس نے کنواں ب بنا یا ہے اب وہاں سے لوگ ؤئے
جناب ڈور سے پانی نکال رہے ہیں اور پی رہے ہیں ۔اس بندے کو خوشی ہو گی
نا خوشی ہو گی ۔عبادت ہی ہے نہ کنواں بنانا آپ نے صراحی بنا دی اس میں
لوگ آرہے ہیسرے رہے ہیں بارش ہو رہی ہے سردی ہو رہی ہے اس کا بچائو ہو
رہا ہے کوئی دعا دے نہ دے آپ کو خوشی ہو گی بھئی ایک تو یہ میں نے چھت
ڈلوا دی تھی اللہ نے مجھے پیسے دئے تھے بچے بچ گئے بڑے مرد ہیں عورتیں ہیں ان
کو ایک حفاظت کا سہارا مل گیا ۔ آپ مسجد بنو ادیں ۔تو مسجد میں جب لوگ
آئیں گے نماز پڑھیں گے آپ کو خوشی ہو گی نا خوشی ہو گی تو عبادت کا
مفہوم کیا ہو گا اگر ایک آدمی مسجد بنواتا ہے ۔اب وہ کہتا ہے یار میں نے یہ
مسجد بنوائی سب میری تعریف کریں تو پھر آپ کو خوشی ہو گئی نا خوشی ہو
گئی ضمیر کیا کہے گا آپ کا ہیں...نا خوشی ہو ئی آپ نے مسجد بنا ئی اللہ کے
لئے بنا ئی خالصتاً اللہ کے لئے بنا ئی میں کہتاہے اس میں میرا کو ئی حصہ نہیں
نہ میری اس میں کو ئی آمدنی ہے نہ میرے بچوں کو بیٹوں کا کوئی ورثہ ہے نہ
بیوی کا کوئی حصہ ہے میں نے اللہ کے لئے بھئی بنا دی ۔اللہ نے مجھے تو فیق دی
لیکن اسی مسجد کے بارے میں آپ یہ سوچیں چلو میرا ورثہ تو نہیں حصہ تو
نہیں لوگ بڑی تعریف کر رہے ہیں بڑے حاجز صاحب انہوں نے مسجد بنوائی ۔
حاجز صاحب نے فلاح مسجد بنوائی تو اس سے آپ کو کبھی آپ کا ضمیر مطمئن
نہیں ہو گا اس لئے آپ منافقت کر رہے ہیں ۔مسجد اس لئے بنا ئی نہیں جا تی
لوگ اس کی تعریف کریں مسجد تو اللہ کا گھر بنا رہے ہیں ۔اس لئے بنائی جا تی
ہے اللہ کی عبادت کریں گے لوگ آئے گے ۔بیٹھیں گے اللہ کا نام لیا جا ئے گا میرا
بھی حصہ بڑ ھ جا ئے گا کیا پتا کوئی بندہ دعا کرے ثواب ہی پہنچا دے تو یہ
خوشی اور نا خوشی ہے ۔اس میں بہت ہی بات برابر فرق ہے سوچ کا فرق ہے
لیکن مذہب جو ہے مذہب کا کو ئی بھی عمل آپ اٹھا کردیکھ لیں اس میں کہینا
خوشی نہیں ہے مثلاً آپ نے کسی بھی بچی کی شادی کروادی ۔آپ نے بھوکوں

کو کھا نا کھیلا دیا ،آپ نے ہسپتال جا کر کسی کی بیمار داری کر لی ہےآپ نے کسی
یتیم بچے کو تعلیم دلا دی ہے یہ سارے عمل جو ہیں خوشی کے ہیپاس میں نا
خوشی کہی بھی نہیں ہے ہتو اب ہم جو بھی مذہنی کام کر تے ہیں عبا دت
کرتے ہیں اس کا تعلق یہی ہے ہم خوشی تلاش کر تے ہیں اور جب خوشی
کاپیمانہ جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا وہ ہمیں مل جاتا ہے ہہم خوش ہو جا تے
ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں نہیں آتا پھر اس بات کو بار بار ذہن نشین کر یں کہ
ناخوش آدمی جنت میں نہیں جا سکتا ہےاور اگر کوئی آدمی جنت میں چلا گیا
حضرت آدم علیہ السلام جیسے جنت نے ان کو رد کر دیا ابطو مسراً...کیوں نے اب
تم ناخوش ہو گئے ہو اوراب اس شہر سے اتر جا ئو اب جب تک تم زمین پر رکھو
گے تمہارے اوپر ذلت اور مثلطنت کی مار ہے اور تم اس صورت میں اس غرض
سے عذاب سے بچ سکتے ہوکہ تم پھر خوش ہو اگر تم خوش نہیں ہو گے تمہارا
وطن تمہیں واپس نہیں ملے گا ہیہ ہم نے یہ جو کلاس شروع کی یہ جو تقریر
بیان کی وہ اس بنیاد پر یہ کلاسیں شروع کی کہ ہم یہ پہلے تلاش کر ہ گے کہ
ناخوشی کیا ہے اور خوشی کیا ہے ہاختتام

★★★★★★★